

مولانا محمد اشرف صاحب ایم۔ اے شعبہ عربی اسلامیہ کالج پشاور
— رفیعہ اعزاز ہے — المحقق

شیخ کبیر محدث شہیر حضرت سیدنا غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ کے نام نانی اور جلالت شان سے کون ناواقف ہے۔ ظاہری و باطنی علوم کی جامعیت و امامت، مسند دس و ارشاد کی صد نشینی، فیض باطنی کی وسعت، مردہ دلوں کی مسیحائی، گمراہوں کی رہنمائی، موعظ کی اثر پذیری، صحبت پاک کی تاثیر و برکت، کرامات کی کثرت، دین و شریعت کی خدمت، علمی تبحر، وسعت نگاہ اور دقت نظر، کس کس بات کو گنایا جائے۔

بسیار شیوہ است بتاں را کہ نام نیست

اہم گرامی عبدالقادر، کنیت ابو محمد، محی الدین لقب تھا۔ محبوب سبحانی غوث اعظم قطب ربانی کے نام سے امت نے پکارا اور حق یہ ہے کہ امت کے اس رحل جلیل کے لئے یہ القاب عین حقیقت تھے۔ آپ کی پیدائش سنہ ۴۰۰ میں ہوئی۔ آپ کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے سیدنا امام حسنؑ تک پہنچتا ہے۔ اور سلسلہ مادہ ای امام حسینؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ مولد شریف جیلان نواح طبرستان ہے۔ تاریخ وصال باتفاق ربیع الثانی ۴۵۸ھ ہے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد شریف لائے۔ اور باوجود عبادات و مجاہدات کی فطری کشش کے ہمہ تن علم کے حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے۔ باکمال استادوں کے سامنے زانوئے تلمذ تہ فرما کر علوم میں پوری جہارت حاصل کر لی۔ آپ کے اساتذہ میں ابو الوفاء، ابن عقیل، محمد بن الحسن الباقلانی، ابو زکریا تبریزی جیسے نامور علماء کے نام پائے جاتے ہیں۔ آپ کی علمی وسعت نظر اور تبحر پر آپ کی تصانیف غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب شاہد ہیں۔ غنیۃ الطالبین میں آپ ایک ضخیم محدث صوفی کی حیثیت سے مجملہ فرما نظر آتے ہیں۔ فقہ میں آپ امام احمد بن حنبل کے پیروکار تھے۔

چنانچہ غنیہ میں کئی جگہ امام موصوف کو "امانا" کے لقب سے یاد فرمایا۔ طریقت کی تعلیم شیخ حماد، شیخ ابوالعزیز یوسف ہمدانی سے پائی۔ اور قاضی ابوسعید مخزومی سے تکمیل و اجازت پائی۔ اور اس راہ کی ان ترقیات پر فائز ہوئے۔ جو آپ ہی کا حصہ تھیں۔ امام یافعی کہتے ہیں۔ کہ حضرت شیخ کی کرامات کی تعداد چار شمار سے افراد ہے۔ ابن تیمیہ کا قول ہے۔ کہ آپ کی کرامات حد تو اترا تک پہنچ گئی ہیں۔ لیکن آپ کی سب سے بڑی کرامت مردہ دلوں کی مسیحائی، بے راہروں کو راہ حق پر لگانا، غافلوں کو فاکر و شغل اور گنہگاروں کو احکام الہی کا پابند بنانا تھا۔ ایک لاکھ کے قریب اشخاص آپ کے ہاتھ پر تائب ہوئے۔ اور پانچ ہزار کے لگ بھگ یہودی و عیسائی آپ کے دست مبارک پر مشرف باسلام ہوئے۔

آپ علم و سلوک کی تکمیل کے بعد لوگوں کی اصلاح و تعلیم کی طرف متوجہ ہو گئے۔ برہا برس تک تدیس و افتاء کا سلسلہ جاری رہا اور بے شمار اشخاص نے آپ سے ظاہری علوم میں بھی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

آپ نے اپنے شیخ قاضی ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں تعلیم و تلقین اور وعظ کا سلسلہ شروع فرمایا۔ لوگوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ مخلصین کو عمارت میں امانہ کرنا پڑا۔ آپ کی مجلس میں اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ رہتی تھی۔ اثر کا یہ حال تھا کہ بعض اوقات مجلس وعظ سے لوگوں کے جنازے تک اٹھ جاتے تھے۔ علماء و فقہاء کثرت سے آپ کی مجلس میں آتے تھے۔ مجلس میں چار چار سو تک ودائیں شمار کی گئی ہیں۔ جو آپ کے وعظ لکھنے کے لئے لائی جاتی تھیں۔ علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ میں نے کسی شخص کی عزت دین کی وجہ سے آپ سے زیادہ ہوتی نہیں دیکھی۔ بادشاہ دوزرا خدمت اقدس میں نیا نہ مندانہ حاضر ہوتے تھے۔ جو آتا فیوض سے مالا مال ہو کر جاتا تھا۔ اصلاح و ہدایت و تربیت و ارشاد کی برکات نے بغداد کو متواتر پچاس ساٹھ سال تک مرجع خلافت بنائے رکھا۔ آپ کے وعظ پند و نصائح، حق کی دعوت، رب کی محبت، آخرت کی فکر، حلال و حرام، جائز و ناجائز کا اہتمام، معاشرت کی درستگی، اخلاق کی اصلاح، معاملات کی صفائی، دنیا سے بے رغبتی، بدعات سے نفرت، توحید کاملہ کے حصول، خداوند قدوس پر کامل اعتماد و یقین، توکل و اخلاص اور طریقت و شریعت کے حقائق و معارف کے مضامین پر مشتمل ہوتے تھے۔ ہر لفظ اندر سے پھوٹ کر نکلتا تھا، جو سننا تھا تاثیریں ڈوب جاتا تھا کہ ہر چہ اذول خیزد بر دل ریزد۔ حضرت شیخ قدس سرہ کے مواعظ و تصانیف کا رب سے بڑا کمال اور برکت

یہ ہے کہ آج صدیاں گزر جانے کے بعد بھی اُن کے مضامین دلوں کی زندگی کو بدل دیتے ہیں۔ اور انسان کے تعلق کو مخلوق سے خالق کی طرف دنیا سے غقبے کی سمت اور رسوم و بدعات سے احکام الہی اور سنت کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ آپ کے مجموعہ وعظۃ الفتح الربانی کی تاثیر آج بھی دلوں کو گمراہی اور آنکھوں کو پرہیز بنا دیتی ہے۔ کاش! حضرت محبوب سبحانی رحمۃ اللہ مرقدہ کے محبتین و معتقدین حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ کی کتابوں کو حزنِ جان بناتے۔ تو آج بھی حضرت والاؒ کی اصل تعلیمات اور فیوض و برکات سے بہرہ مند ہو جاتے۔ کہ حضرت کا فیض ان میں بند ہے۔ اس طرح پچھلے دود کی غلط رسوم و قیود و بدعات سے محفوظ ہو جاتے۔ اور حقیقت میں حضرت پیرانِ پیرؒ کی اصل محبت و عقیدت یہی ہے۔ کہ ان کی بابرکت تعلیمات واسوہ کو اپنایا جائے۔ اور جن چیزوں سے حضرت نے منع فرمایا ہے۔ اُن سے بچا جائے۔

حضرت سیدنا شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ان برگزیدہ ہستیوں میں سے تھے۔ جن کو تقدیر الہی اس عالم میں نیابتِ نبوت کے لئے چنتی ہے۔ اسی لئے آپ کی سیرت و اخلاق سید کوئین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق کا نمونہ تھا۔ آپ کے دیکھنے والے اور معاصرین آپ کے اونچے اخلاق، بلند حرصگی، عاجزی و فروتنی، سخاوت و ایثار، نیک طینتی و پاکبازی اور دیگر اوصافِ حمیدہ کی تعریف میں متفق ہیں۔ ایک بزرگ جنہوں نے بہت سارے بزرگوں کو دیکھا اور اُن کی صحبت اٹھائی ہے۔ کہتے ہیں کہ میری آنکھوں نے حضرت شیخ عبدالقادر سے بڑھ کر کوئی خوش اخلاق، فراخ خلق، کریم النفس، نرم دل، محبت اور تعلقات کا پاس کرنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنی زندگی، مرتبہ کی بلندی، اور وسعتِ علم کے باوجود چھوٹے کی رعایت فرماتے، بڑے کی عزت فرماتے۔ سلام میں پہل کرتے، کمزوروں کے پاس اُٹھتے بیٹھتے، غریبوں کے پاس تواضع اور عاجزی سے پیش آتے۔ حالانکہ کسی سربراہِ آبدہ یا رئیس کے لئے تعظیماً کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اور نہ کسی وزیر یا حاکم کے دروازے پر کبھی تشریف لے گئے۔

امام ابو عبد اللہ الاشعری فرماتے ہیں۔ ”آپ مستجاب الدعوات تھے۔ (اللہ کی محبت و خشیت میں) جلد رو دینے والے، ہمیشہ ذکرِ الہی میں مشغول رہنے والے، نرم دل، ہنس مکھ، شریف النفس، فراخ دست، بڑے علم والے بلند اخلاق اور عالی نفس تھے۔ عبادات و مجاہدہ میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ تسلیم و تفریض اور توحیدِ کامل حضرت کا خصوصی حال تھا۔ غرض آپ کی ذات حسین اخلاق کا نمونہ، بھلائی و نیکی کا نشان اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ تھا۔ حضرت شیخ قدس سرہ امر بالمعروف

اور حق گوئی میں دنیا کی کسی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ خلیفہ وقت تک کو خلافِ دین بات پر اس طرح ڈانٹ دیتے تھے کہ وہ لرز اٹھتا تھا جب خلیفہ مقتضیِ لامرِ اللہ نے قاضی ابوالوناکو قاضی بنایا تو حضرتؒ نے برسرِ منبر خلیفہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ظلمِ ظالمین یعنی سب سے بڑھ کر ظالم ہے۔ کل کو قیامت میں تم اس ربِ العالمین کو جو ارحم الراحمین ہے کیا جواب دو گے؟ خلیفہ پر یہ سن کر کچلی اُدگر یہ طاری ہو گیا۔ اُداس نے اسی وقت قاضی کو عہدہ سے ہٹا دیا اس طرح مدباری اور سرکاری علماء اور مشائخ کی پُر زور تردید اور پردہ دری فرماتے تھے۔ جو اپنے ذاتی وقار اور نفع کے لئے ظالمِ سلاطین اور حکام کی صحبت اختیار کرتے اور انکی ہاں میں ہاں ملاستے تھے۔ ایک موقع پر اسی طبقہ کے ایک فرد کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری حرص نے تجھ کو ظالموں کی خدمتگاری اور حرام خوردی پر آمادہ کر دیا ہے۔ تو کب تک حرام کھاتا اور ان ظالموں، بادشاہوں کا خدمتگار بن رہا ہے گا۔ جن کی خدمت میں تو لگا ہوا ہے۔ انکی بادشاہت عنقریب ختم ہو جائیگی اور تجھے حق تعالیٰ کی خدمت میں آنا پڑیگا جسکی ذات کو کبھی زوال نہیں۔ داعیانِ حق کا ہمیشہ شعار اور دستور رہا ہے کہ دین کی شکست و برید پر ان کا دل پارہ پارہ ہو جاتا تھا۔ اُداس کیلئے اپنی پوری ہمت، بیلای و دوسوی و عزیمت سے اپنے تن و من کی بازی لگا دیتے تھے حضرت اقدسؒ کا سوز و دواں گویا ہوتا ہے۔ ”جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی دیواریں پے منہ پے گر رہی ہیں۔ اُداسکی بنیادیں بکھری جاتی ہیں۔ اسے باشندگانِ زمین آؤ جو گر گیا ہے، اُسکو مضبوط کر دیں۔ اور جو باقی رہ گیا ہے اُسکو درست کر دیں۔ یہ چیز ایک سے پوری نہیں ہوتی۔ سب ہی کو مل کر کرنا چاہئے۔ اسے سورج! اسے چاند! اُداسے دن سب آؤ کہ مل کر دین کی گرتی عمارت کو سنبھال دیں“ اپنی بات کو حضرت عجیب سبحانی قدس سرہ کی اس وصیت پر ختم کرتے ہیں، جو حضرتؒ نے مشائخ کے بڑے مجمع میں اپنے بڑے صاحبزادہ شیخ سیف الدین عبدالوہاب کو دھال سے پیشتر ارشاد فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُداس آپ کے جملہ عجبیں اور پوری اُمت کو حق کے ان کلمات کی پیروی نصیب فرمائے۔

”تقویٰ اور اطاعتِ الہی کو اختیار کرو۔ خدا کے سوا نہ کسی سے ڈرو، نہ کسی سے امید رکھو۔ تمام حاجاتِ خدا ہی کو سونپ دو۔ اور اسی سے طلب کرتے رہو۔ بجز خدا کے کسی پر اعتماد نہ رکھو۔ اپنے اوپر توحید کو لازم پکڑو۔ اپنے اوپر توحید کو لازم پکڑو۔ کہ توحید ہی پر سب کا اتفاق ہے۔“

ایک تادرتہ روز گارہستی آئی۔ اُداس نے فیوض و برکات سے ملت کی کھیتی کو سرسبز و شاداب کر کے چلی گئی۔

ساہا در کعبہ دُست خانہ می نالد حیات
تازہ زم عشق یک دانائے راز آید بردوں

(بشکریہ ریڈیو پاکستان)